حکمتِ مودودیؒ

تحریکِ اسلامی کا منصب' ایک آزمائش!

امارت کے اس منصب پر جس شخص کو فائز کیا جائے وہ مبارک باد کا مستحق نہیں ہوتا' بلکہ اظہارِ ہمدردی' رحم اور ترس کا مستحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر ایک ایسے کام کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس میں اگر اس سے کوتاہی ہو جائے یا ادائے فرض میں کسی حد تک بھی دانستہ خامی رہ جائے تو وہ دنیا میں ہی ارکان کے سامنے جوابدہ نہیں ہے' اور دنیا میں ہی جماعت کے لیے نقصان دہ نہیں' بلکہ آخرت میں بھی اس کے لیے جواب دہ ہے' اور کیونکہ اس جماعت نے یہ کام اپنے ذمے لیا ہے کہ خدا کے دین کو اس کی زمین پر عملاً قائم کیا جائے' اور اس راستے میں جو طاقتیں بھی حائل ہوں ان کا مقابلہ کیا جائے' ان کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جائے' (لہٰذا اس کا فرض ہے کہ) ان کی مزاحمت کرنے کی صورت میں جو آفت اور جو مصیبت بھی نازل ہو اس کو برداشت کرے اور عام ارکان سے زیادہ مصائب برداشت کرے۔ . . .

اس موقعہ پر میں دو چیزوں کو الگ الگ بیان کروں گا۔ ایک' جماعت میں امیرِ جماعت کی ذمہ داری۔ دوسرے' جماعت میں کارکنوں اور ارکان کی ذمہ داریاں امیر کے ساتھ۔

امیرِ جماعت کی ذمہ داریاں

امیرِ جماعت کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلنے کی صلاحیت رکھتا ہو' اور ان کے اوپر اس طرح حکم چلانے کی کوشش نہ کرے جس سے ان کے اندر ضد یا بددلی پیدا ہو' بلکہ دلی رفاقت' دلی محبت اور دلی خلوص کے جذبے سے ان کو متاثر کرے۔ ارکانِ جماعت اس کے حکم کے منتظر نہ رہیں' بلکہ اس کا منشا سمجھ کر ہی تعمیل کے لیے آمادہ ہوں۔ امیرِ جماعت کے حکم دینے کی بہت کم ضرورت پیش آئے۔

ارکانِ جماعت کے اندر یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ اس امر کا لحاظ رکھیں کہ ان کا امیر کیا چاہتا ہے' اور ان کو کس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اس سے انحراف اگر درست ہو سکتا ہے تو صرف اس صورت میں کہ جب وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کر رہا ہو' یا آپ محسوس کریں

کہ وہ مصلحت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے جس چیز کو بھی آپ محسوس کریں' آپ کا فرض ہے کہ امیرِ جماعت کے ساتھ اخلاص سے بات کر کے اس تک اپنا اعتراض پہنچائیں' اور امیرِ جماعت کا بھی فرض ہے کہ جب اس کو لوگوں میں اس کی کسی بات پر عدمِ اطمینان کا احساس ہو تو وہ انھیں مطمئن کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف قرآن میں یہ فرمائی گئی ہے کہ تم درشت خو ہوتے' سنگدل ہوتے' تو یہ مسلمان جو تمہارے گرد جمع ہوئے ہیں وہ تمہیں چھوڑ کر الگ ہو چکے ہوتے۔ اس میں اس چیز کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جماعت کے اندر اس کے رہنما کی حیثیت کیا ہونی چاہیے۔

اس کی حیثیت یہ ہونی چاہیے کہ:

وہ ارکانِ جماعت سے محبت کرے' اور ارکان اس سے محبت کریں۔

ارکانِ جماعت اس کے خلوص پر اعتماد کریں' اور وہ ارکانِ جماعت کے خلوص پر اعتماد کرے۔

اس کو جماعت کے اندر رحیم اور شفیق' ہمدرد اور مونس و غمخوار ہونا چاہیے۔

اپنی جماعت سے تعلق رکھنے والے ارکان اور کارکنوں کی ہر تکلیف میں اسےان کا ساتھی ہونا چاہیے۔

امیرِ جماعت کے لیے ارکانِ جماعت بھی دعائے خیر کریں' اور وہ بھی ارکانِ جماعت کے لیے دعائے خیر کرے۔

ارکان اور کارکنوں کی ذمہ داریاں

جماعت کے ارکان اور کارکنوں سے میں کہوں گا کہ ان کا یہ کام ہے کہ وہ معروف میں اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ ایک اسلامی نظامِ جماعت میں جو شخص بھی امیر ہوتا ہے اگرچہ اس کو منتخب تو کرتے ہیں جماعت کے ارکان' لیکن حقیقت میں وہ جماعت کے اندر نائبِ رسول ہوتا ہے۔ اس لیے ان سب لوگوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں' اس کی اطاعت لازم ہے۔

یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ جماعتی فیصلے لازماً ہر شخص کی مرضی اور خواہش کے مطابق نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں کوئی جماعت بھی ایسی نہیں ہے جس کے اندر جماعتی فیصلے اس

جماعت کے ہر رکن اور ہر کارکن کو پسند ہوں اور اس کی پسند کے مطابق ہوں۔ لازماً کہیں نہ کہیں اختلاف یا ناراضی کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے' کہیں نہ کہیں آدمی غیر مطمئن ہوتا ہے' لیکن جب جماعتی فیصلہ ہو جائے اور امیرِ جماعت' جماعت کے نظم کے تحت ایک چیز کا فیصلہ کرلے' تو پھر چاہے وہ فیصلہ آپ کو ناگوار ہو یا خوشگوار' آپ کا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیل کریں' اِلّا یہ کہ وہ معروف کے مطابق نہ ہو۔

معروف سے مراد ہے وہ نیکی اور وہ بھلائی جس کو ہر آدمی اپنے ضمیر میں جانتا ہے کہ یہ نیکی اور بھلائی ہے۔ اگر امیرِ جماعت معروف کے مطابق حکم دے رہا ہے' اور شریعت کے خلاف وہ حکم نہیں ہے' تو پھر اس کی پیروی کیجیے۔ البتہ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ اس نے شریعت کے خلاف حکم دیا ہے تو پھر آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ امیرِ جماعت سے بھی کہیں' مجلسِ شوریٰ میں بھی کہیں' مجلسِ عاملہ میں بھی کہیں کہ میرے نزدیک امیر کا فلاں حکم شریعت کے فلاں حکم سے ٹکراتا ہے۔ اگر وہ آپ کو مطمئن کر دے کہ وہ حکم شریعت کے حکم سے نہیں ٹکراتا تو پھر آپ کو تسلیم کرنے کے لیے سر جھکا دینا چاہیے ورنہ کوئی جماعت اور کوئی نظام جماعت بھی اپنا کام نہیں کر سکتا۔

اگر ہر آدمی کا رویہ یہ ہو کہ وہ امیرِ جماعت یا مجلسِ عاملہ یا شوریٰ کے فیصلوں پر محض اس بنا پر ناراض ہو کہ وہ فیصلے اسے پسند نہیں' اور وہ اس طرح اپنے اندر ناخوشی پیدا کرے جیسے اسے کوئی زخم آگیا ہے' تو پھر کام نہیں چل سکتا۔

یہ چیز اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ آدمی جماعت میں داخل ہونے کے بعد اپنے دل سے کبر نہ نکال دے۔ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنا ہی بیماری کی جڑ ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود بنی اسرائیل کی درخواست پر ان کے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کو کہاں سے ہم پر حکمرانی کا حق پہنچتا ہے' ہم تو خود اس کے اہل ہیں۔ بس یہی کبر ہے' یہی کبرِ نفس ہے' یعنی اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنا۔ کبرِ نفس اسلام کے راستے میں سب سے بڑا مانع ہوتا ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں بھی جن لوگوں کے اندر کبر تھا وہ اسلام میں آنے کے بعد پھر مرتد ہو گئے۔ اس لیے کہ حضورؐ کے احکام ان کی مرضی اور خواہش کے مطابق نہیں ہوتے تھے۔

جماعت کے ارکان کا یہ کام ہے کہ وہ کبر کو دل سے نکالیں۔ کبر کبھی ایسے شخص کے دل میں نہیں ہوتا ہے جو اپنی حقیقت کو جانتا ہو کہ میں کیا ہوں' کس طرح پیدا ہوا ہوں' میں کس

طرح بچے سے جوان ہوا ہوں اور جوان سے بوڑھا ہوا ہوں' اور میری کیا حیثیت ہے۔ اس دنیا کے اندر ایک ٹھوکر لگ جائے تو میں ختم ہو سکتا ہوں۔ ایسا آدمی اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھ سکتا۔ اس کے دماغ میں بڑائی کی ہوا پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ کبریائی خدا کے سوا اور کسی کے لیے نہیں ہے۔ تو جب کبر نکل جائے گا' عاجزی پیدا ہوگی۔ انکسار آئے گا تو آدمی اپنی حقیقت کو خود سمجھ لے گا۔ عرفانِ نفس اس کو حاصل ہو گا۔ اس صورت میں وہ اطاعت سے منہ نہیں موڑ سکتا۔ اگر جماعت کے ارکان کی اکثریت امیر پر مطمئن ہے' اور مجلسِ شوریٰ کی اکثریت امیرِ جماعت کے ساتھ ہم نوا ہو کر کوئی فیصلہ کرے' تو چاہے آپ کو گوارا ہو یا ناگوار' اس کی اطاعت کیجیے' اس کی پیروی کیجیے' اور اپنے آپ کو یہ نہ سمجھیے کہ باقی سب نالائق ہیں' ایک میں ہی لائق ہوں۔ اس لیے کہ یہ بڑائی کا خیال ہے۔ اسے اپنے دماغ سے نکال دیجیے۔

(۱۹۷۸ میں میاں طفیل محمد کی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی حیثیت سے حلف برداری کے موقع پر)

تحفۂ خصوصی

خرم مُراد کے قلم سے

راہِ خدا میں کام کرنے والوں کے لیے بیش بہا تحائف

تربیت کی پہلی منزل

سورۃ المزّمل کی آیات ۱-۱۱ کا پیغام: پہلے بنیادی تربیتی کورس ـــــ قیام لیل، تلاوتِ قرآن، ذکر و اخلاص کا بیان ـــــ ۲۷۵ روپے سینکڑہ

عہدِ وفا اور وفائے عہد

سُورۃ الفتح کی آیات ۱-۸ کا پیغام، جو عہد ایمان و بندگی اور اُس کی وفا، اس عہد سے بے وفائی کی سزا، اور وفا کے اجر کا بیان ـــــ ۲۰۰ روپے سینکڑہ

قربِ الٰہی کے آسان طریقے

جو ایک سال میں ۸۰ ہزار شائع ہُوا ـــــ ۱۷۵ روپے سینکڑہ

اِستقبالِ رمضان

جو تین سال میں ۹۲ ہزار شائع ہُوا ـــــ ۲۷۵ روپے سینکڑہ

منشورات: احمد رضا، منصورہ، مُلتان روڈ، لاہور